ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

سوال کی اہمیت وحسنِ سوال کی تاکید پر کبار علماء کی آراء: ایک تحقیقی مطالعہ

Notions and Emphasis of Revered Islamic Scholar on the Importance of Questioning: A Research Study

Muhammad Adnan Shami*
MS Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sialkot
Muhammad Shahbaz Churahi
MS Scholar, Department of Islamic Studies University of Sialkot
Memoona Saeed
MS Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sialkot

Abstract

This research paper explores the profound emphasis placed on the act of questioning by prominent Islamic scholars and its crucial role in intellectual and spiritual development. Drawing on a comprehensive analysis of classical and contemporary scholarly works, the study highlights how revered thinkers have articulated the importance of inquiry as a means to attain knowledge, strengthen reasoning, and foster critical thinking. It examines how questioning has been integrated into Islamic epistemology and pedagogy, focusing on its role in guiding learners toward truth and understanding. The paper also delves into the historical and cultural contexts that shaped the tradition of inquiry in Islamic civilization, emphasizing its enduring relevance in contemporary academic and religious discourse. By synthesizing these insights, this research aims to deepen the appreciation of questioning as a foundational element of learning and progress, offering valuable reflections for modern educational systems and knowledge-based societies.

Keywords: Questioning, Inquirym Epistemology, Pedagogy, Knowledge Acquisition, Intellectual Development, Critical Thinking, Scholarly Discourseg

تعارف

اللہ تعالی نے علم و فکر سے نابلد اور تہذیب و اخلاق سے عاری انسانیت کے ساتھ جب کلام کرنا چاہا تو اس امر کی تکمیل کے لیے سب سے پہلے "علم" کو موضوعِ سخن بنا کر لفظِ "اقرا" کا انتخاب کیا، خالقِ کائنات کا حضرتِ انسان کے نام جو سب سے پہلا پیغام ہے اس کا ایک ایک لفظ علم و ہنر، تعلیم و تحقیق اور تربیت و تہذیب کی اہمیت پر روشنی ڈالتا نظر آتا ہے، تخلیقِ آدم کو دیکھیں یا انبیاء کے اوصاف و محاسن کی بات کریں، انسان کے لیے مراتب و درجات کی تقسیم کا باب ہو یا اہل علم و اہلِ جہل کے مدح و ذم کی بات کی جائے جملہ امور میں علم ہی کو کسوٹی اور معیار بنایا۔

* Email of corresponding author: hafizadnanqadri50@gmail.com

انسان اپنے دل و دماغ میں پیدا ہونے والے خیالات کے ذریعے علم کا حصول ممکن بناتا ہے جس کو اصطلاح میں سوال کہا جاتا ہے، اور یہ حصولِ علم کے ذرائع میں سے ایک مضبوط و بہترین ذریعہ ہے، تفکر و تدبر انسان کے دماغ کو فعال بناتے ہیں جبکہ اس کے برعکس سوال نہ کرنا گویا انسان کی ذہنی نشوونما کو روک دیتا ہے جس سے انسان سوال کا راستہ اختیار کرتے ہوئے مطلوبہ چیز/ علم کے حصول کو ممکن بناتا ہے، علم کے باب میں سوال ایک ایسا جزو لاینفک ہے کہ جس کے بغیر انسان کا علمی سفر ادھورا رہتا ہے۔

1۔ سوال کا لغوی و اصطلاحی معنی:

السؤال في اللغةمأخوذ من مادة سأل يسأل سؤالاً، يقال سألته عن الشيء أي استخبرته، قالوا ومن معانيه في اللغة "الطلب"۔1

سوال، لغوی اعتبار سے "سأل یسأل"2 سے ماخوذ ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے میں نے فلاں شخص سے کسی چیز کے متعلق پوچھا یعنی میں نے اس چیز کی خبر کا حصول چاہا، اور علماءِ لغت فرماتے ہیں کہ اس کے لغوی معانی میں ایک معنی "طلب" کا بھی ہے۔

جبکہ اصطلاح میں سوال سے مراد "ما يؤدي الى المعرفة، وقد يكون معنى السؤال "الطلب"3

وہ چیز جس سے کسی چیز کی معرفت کا حصول لازم آئے، اور کبھی سوال سے مراد طلب کرنا/ مانگنا بھی ہوتا ہے۔

2۔ سابقہ کام کا جائزہ:

I. الرسول يسأل والصحابى يجيب "۔" سلمان نصیف الدحدوح" کی عربی زبان میں نہایت دل نشیں اور عام فہم کتاب کہ جس کو ایک ہی جلد کے اندر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا، 547 احادیث پر مشتمل اس ضخیم کتاب کا پہلا حصہ ان سوالات پر مشتمل ہے جو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھے اور صحابہ نے اس پر مختلف جوابات دیے یا سکوت فرمایا جبکہ دوسرا حصہ ان سوالات پر مشتمل ہے جو صحابہ کرام نے پوچھے اور نبی کریم ﷺ نے حالات و واقعات کے تغیر و تبدل کے اعتبار سے ان کے مختلف جوابات ارشاد فرمائے۔

موصوف مؤلف اصطلاح الکتاب کے نام سے مؤلفین کتبِ ستہ کے اسماء کا ایک خاکہ بنانے کے بعد باقاعدہ طور پر اس کتاب کا آغاز "باب الایمان والاسلام" سے کرتے ہوئے "باب التفسیر" پر اختتام کرتے ہیں۔ چھبیس ابواب پر مشتمل یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد اور جاندار کتاب ہے جس میں باقاعدہ ابواب بندی کے تحت سوالات و جوابات تحریر کیے گئے ہیں، ابواب کے تحت احادیث بیان کرنے کے ساتھ منفرد کام یہ کیا کہ بیان کردہ حدیث کے تحت آنے والے مسئلہ کو "فائدة الحديث" کے نام ذکر کیا جس کی بدولت فہم حدیث میں آسانی ہوتی ہے، تاہم موصوف نے سوال کی اہمیت و حسن سوال کی تاکید پر کام نہیں کیا۔ 132 صفحات پر مشتمل سلمان نصیف الدحدوح کی یہ شاندار تالیف 1998ء میں ادارہ "دار البشائر الاسلامیہ، بیروت لبنان سے طبع ہوئی۔

II. رواداری معاشرے کے لیے مکالمے اور سوال کی اہمیت: سردار ناصر عزیز خان کا یہ آرٹیکل جون 2023ء میں "ہم سب" جنرل سے شائع ہوا جس میں انہوں نے مکالمے اور سوال کی اہمیت پر سیر حاصل گفت گو کی ہے، موصوف نے انسان اور دیگر مخلوقات کے مابین فرق و امتیاز کا ایک اصول یہ لکھا کہ اولا انسان کسی چیز کے بارے میں سوچتا ہے اور پھر

اپنے دماغ میں پیدا ہونے والی فکر کی روشنی میں سوالات قائم کرتا ہے، جس کی بنیاد پر وہ اپنے سے زیادہ علم والے لوگوں سے جوابات کے حصول کے بعد اپنے علم و فن میں اضافہ کرتا ہے۔ موصوف کا یہ آرٹیکل ضخامت و مواد کے اعتبار سے بڑا مختصر ہے، مزید یہ کہ زیرِ بحث مضمون میں اسلاف کی تعلیمات کی روشنی سوالات کی اہمیت پر گفت گو نہیں کی گئی۔

III. تدریسی عمل میں سوالات کی اہمیت: مراد علی شاہد (مقیم دوحہ، قطر) موصوف کا یہ مضمون "جسارت بلاگ" نامی جنرل میں شائع ہوا، زیر بحث مضمون میں موصوف نے فرانسیسی بیکن کے اس قول "جو زیادہ پوچھتا ہے وہ زیادہ سیکھتا ہے" سے کیا اس کے بعد مراد علی تدریسی عمل میں سوال کی اہمیت کو بڑے دل چسپ انداز میں بیان کرتے ہیں، اور طلباء کو اس بات پر برانگیختہ کرتے نظر آتے ہیں کہ سوال کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے اساتذہ سے معقول و مناسب سوال کیا کریں کیونکہ یہی عمل علم و فن میں مرد کو مرد کامل بناتا ہے۔ مذکورہ بالا آرٹیکل کی طرح یہ آرٹیکل بھی زیادہ ضخیم نہیں اور دوسرا یہ کہ اس میں حسن سوال کی تاکید پر علماء کے اقوال نقل نہیں کیے گئے۔

تاہم ضرورت اس امر کی تھی کہ اس موضوع پر مزید کچھ لکھا جاتا، جس میں قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ اسلاف امت کے اقوال و آراء کو حتی المقدور آسان فہم انداز و بیان میں قارئین کے لیے پیش کیا جائے، زیر نظر آرٹیکل "سوال کی اہمیت وحسنِ سوال کی تاکید پر کبار علماء کی آراء: ایک تحقیقی مطالعہ" میں مذکورہ بالا کام سے ہٹ کر منفرد کام کیا گیا ہے جس میں سوال کی اہمیت پر کبار علماء کے اقوال کے ساتھ ساتھ حسن وقبح کے اعتبار سے سوالات کی انواع پر بھی بحث کی گئی ہے۔

3۔ سوال کی اہمیت ومقاصد:

حصولِ علم کا سفر ہمیشہ لاعلمی کے ادراک سے شروع ہوتا ہے، سوالات کی کثرت طلاب کے فہم و ادراک، تخیل و بصیرت اور علم دوستی میں اضافے کا سبب بنتی ہے، انسانی ذہن کی اختراع و تخلیق اور ایجادات و دریافت کا محرک اولیں سوال ہی ہے۔ یہ ایک ایسی امتیازی صفت وصلاحیت ہے جو کسی بھی آدمی کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ کسی نامعلوم چیز کو معلوم کرنے کی جستجو اور تحریک میں کار فرما عوامل میں حسنِ سوال کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ سوال ہی سے یہ بات طے ہوتی ہے کہ جواب کتنا تسلی بخش و صحیح اور منطقی و معقول ہو سکتا ہے۔ گویا جواب کی جملہ سائنس سوال کے فلسفے کی مرہونِ منت ہے۔ منزل و مقصد کے حصول کے لیے تگ و دو کرنے والے ہمیشہ اپنی ذات کے لیے نئے نئے سوالات قائم کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد جب متلاشیانِ علوم و فنون ان سوالات کے جوابات ڈھونڈتے ہیں تو محنتِ شاقہ کے نتیجے میں وہ اپنے مقاصد و اہداف کو پا لیتے ہیں۔ ابن احمد فراہیدی 4 سوال کی قدر و اہمیت کو اپنے منظوم کلام "دیوانِ فراہیدی" میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں،

اذا كنت لا تدري ولم تك بالذي   يسال من يدري، فكيف اذا تدري؟5

جب آپ کسی چیز کے بارے میں نہیں جانتے، اور اس کی بابت کسی ایسے شخص سے سوال بھی نہیں کرتے جو جانتا ہے، تو پھر نامعلوم چیز کو آپ کیسے جان پائیں گے؟

حصول علم کے لیے اچھا سوال ایک اہم حیثیت رکھتا ہے، سوال کرنا سائل کے علوم وفنون میں اضافے کے ساتھ دیگر سامعین کے لیے بھی نفع بخش ثابت ہوتا ہے، تاریخ انسانیت میں ایسے بہت سے کردار گزرے ہیں جن سے ان کے علم کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے حصولِ علم کی وجہ اولیں یہی بتائی کہ وہ اہلِ علم سے بکثرت سوالات کیا کرتے تھے، سوالات کی کثرت پر جوابات کا ملنا ان کے لیے علم میں اضافے کا سبب بنا۔ سوال کرنا فروغ علم کا بڑا ذریعہ ہے۔ قلبِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر "منزل من الله" کلام کے اندر متعدد سوالات ایسے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی اقوام وامم نے ان سے پوچھے اور انبیاء ورسل علیہم السلام نے بحکم الٰہی ان کے جوابات ارشاد فرمائے، ان سوالات میں دو قسم کے سوالات ہیں ایک با مقصد اور دوسرے بے مقصد سوالات، مفسرین ان سوالات کے نزول کی وجوہ میں ایک وجہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان سوالات سے امتِ مسلمہ کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ صاحبانِ علم سے اچھے سوالات علم میں اضافے کا سبب تو ہیں ہی، اس کے ساتھ ساتھ انسانی تاریخ و تعلیم کا ایک بڑا حصہ سوالات سے منسلک ہے، جبکہ اس کے برعکس ایسے سوالات سے مکمل اجتناب کا حکم دیا گیا جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، تاہم اس کے باوجود قرآن مجید میں متعدد سوالات ایسے جو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کیے گئے اور ان کے جوابات بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بتادیے، جن کی مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔

4۔ سوال کی اقسام:

قرآن مجید میں نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے صیغوں کے اختلاف کے ساتھ متعدد اشیاء سے متعلق سوالات کیے گئے جن پر بذریعہ وحی الٰہی نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بڑے واضح اور سیر حاصل جوابات ارشاد فرمائے، اگر ان سوالات کے مضامین پر غور کیا جائے تو تقریباً ان کی تین اقسام ہیں جن میں غور کرنے سے ان کی درج ذیل تین اقسام بنتی ہیں، مثلاً

سوال برائے استجابت: یعنی نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے علم کا اندازہ لگانے کے لیے سوال پوچھنا۔

جیسا کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روح کے متعلق سوال کیا گیا:

"وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا"[6]

(اور اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیں کہ روح کا معاملہ / حکم میرے رب کی طرف سے ہے، اور تمہیں انتہائی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں امام بخاری اپنی صحیح میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی روایت نقل کرتے ہیں،

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي خَرِبِ الْمَدِينَةِ، وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ،سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ، لَا تَسْأَلُوهُ، لَا يَجِيءُ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ، مَا الرُّوحُ؟ فَسَكَتَ، فَقُلْتُ إِنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ، فَقُمْتُ، فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ، فقال"وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوْحِ، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا"۔[7]

> سیدنا عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے غیر آباد حصے میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں سفر کر رہا تھا، اور آپ ﷺ کھجور کی چھڑی پر سہارا دے کر چل رہے تھے، اس دوران ہم یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے تو ان میں سے بعض افراد نے کہا، ان سے روح کی بابت کچھ دریافت کرو اور بعض دوسرے افراد نے کہا، ان سے کچھ دریافت نہ کرو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ جواب میں کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہو، (منع کرنے کے باوجود) بعض افراد کہنے لگے کہ ہم ضرور ان سے پوچھیں گے، تو اسی دوران ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا، اے ابو القاسم ﷺ! روح کیا ہے؟ (راوی سیدنا عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں) نبی کریم ﷺ نے ایک لمحے کے لیے سکوت فرمایا تو میں نے (اپنے دل میں، یا ان یہودیوں سے) کہا، آپ کی طرف وحی کی جارہی ہے، میں اس دوران کھڑا رہا اور جب وحی کی خاص کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا "وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوْحِ، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا" (اور اے نبی ﷺ) وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرمادیں کہ روح کا معاملہ / حکم میرے رب کی طرف سے ہے، اور تمہیں انتہائی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا روایت میں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اہل کتاب کا نبی کریم ﷺ سے روح کی بابت سوال کرنا فقط اس لیے تھا کہ حضور ﷺ کے علم کو جانچا جائے، نہ کہ اس لیے کہ اپنی اصلاح کی جائے یا اس سوال کے ذریعے اپنے علم میں اضافہ کے بعد اس پر عمل کیا جائے، اور اسی طرح کی ایک دوسری روایت جس کو امام ترمذی اپنی سنن میں لے کر آئے ہیں، کہ اہلِ مکہ نے یہود کے کہنے پر نبی کریم ﷺ سے یہ سوال فقط اس لیے پوچھا کہ وہ لوگ اس سوال سے آپ ﷺ کے علم کا اندازہ لگا سکیں، ذیل میں ہم وہ روایت بطور تائید پیش کرتے ہیں:

> "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِيَهُودَ، أَعْطُونَا شَيْئًا نَسْأَلُ هَذَا الرَّجُلَ، فَقَالَ ،سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى "وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ العِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا" قَالُوا أُوتِينَا عِلْمًا كَثِيرًا أُوتِينَا التَّوْرَاةَ،وَمَنْ أُوتِيَ التَّوْرَاةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا، فَأُنْزِلَتْ"قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا"[9/8]
>
> سیدنا عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ قریش نے یہود سے کہا ہمیں کوئی ایسا سوال بتائیں جو ہم محمد ﷺ سے پوچھیں، تو یہودیوں نے کہا، تم ان سے روح کے بارے میں سوال کرو، تو (یہودیوں کے کہنے پر) قریش نے آپ ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کیا، کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ تو اس پر اللہ تعالی نے مذکورہ آیت " وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ العِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا "نازل فرمادی، اس پر وہ کہنے لگے ہمیں تو بہت زیادہ علم حاصل ہے، ہمیں تو تورات ملی ہے، اور جنہیں تورات دی گئی بلاشبہ انہیں بڑی خیر سے نوازا گیا، تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمادی" قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ

مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا"اے نبی ﷺ آپ فرما دیجیے، اگر سارے سمندر تعریفاتِ خداوندی کو لکھنے کے لیے سیاہی بنا دیے جائیں، تو میرے رب کی تعریفات کے ختم ہونے سے پہلے سمندر کی سیاہی ختم ہو جائے، اگرچہ اس کے ساتھ اس جیسے اور سمندر بھی سیاہی بنا کر ملا دیے جائیں۔

سوال برائے تعنت: بطور تحقیر واستہزاء/ڈھٹائی وشرارت سے کسی چیز کی بابت سوال کرنا۔

"وَيَسْأَ لُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ، ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا"10

اے محبوب ﷺ! اہل کتاب تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دو، تو وہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑا سوال کر چکے ہیں، وہ بولے کہ ہمیں اللہ کو علانیہ (ظاہر کر کے) دکھادو تو انہیں بجلی کی کڑک نے آپکڑا ان کے گناہوں کے سبب، پھر بچھڑے کو معبود بنا لیا بعد ازاں کہ ان کے پاس روشن آیات آچکی تھیں تو پھر ہم نے انہیں معاف فرمادیا اور موسیٰ کو واضح غلبہ عطا کیا۔

معروف مفسر صاحبِ تفسیر خازن11 اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ان كعب بن اشرف و فخاص بن عازوراءمن اليهود قالالرسول اللهﷺان كنت نبيا فاتنا بكتاب جملة واحدة من السماء كما اتى موسى بالتوراة---وكان هذا السؤال من اليهود سؤال تعنت واقتراح لا سؤال استرشاد وانقياد"12

یہودیوں میں سے کعب بن اشرف اور فخاص بن عازوراء نے نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کیا کہ اگر آپ سچے ہیں تو آسمان سے یک بارگی کتاب لائیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لائے تھے، یہود کا یہ سوال کسی قسم کی ہدایت کے لیے نہ تھا بلکہ سرکشی وبغاوت کی وجہ سے تھا، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

سوال برائے اصلاح: یعنی عقیدہ وعمل کے حوالے سے اپنی اصلاح کے لیے سوال کرنا۔

"وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى، قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ، وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ"-13

اور اے نبی ﷺ وہ آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرمادیں کہ ان کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہی خیر ہے، اور اگر تم انہیں اپنے ساتھ ملالو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

"عن ابن عباس قال لما أنزل الله عز وجل "وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" و "إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا"انطلق مَن كان عنده يتيمٌ فَعزلَ طعامَه من طعامِه وشرابَه من شرابِه، فجعل يَفْضُلُ من طعامِه فيُحْبَسُ له حتى يأكلَه أو يفسُد، فاشتدَّ ذلك عليهم، فذكروا ذلك لرسولِ الله صلى الله عليه وسلم، فأنزلَ اللهُ عز وجل"وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ

الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ" فخلطوا طعامهم بطعامه وشرابهم بشرابه۔14

سیدنا عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے مذکورہ آیت "وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" نازل فرمائی، تو جن لوگوں کے گھروں میں یتیم رہتے تھے انہوں نے ان کے کھانے اور پینے کو اپنے کھانے اور پینے سے جدا کر دیا، تو اس وجہ سے یتیم کا کھانا (اس کے تناول کر لینے کے بعد بھی) بچا رہتا، حتی کی وہ یتیم دوبارہ اس بچے ہوئے کھانے کو کھاتا یا اس کی حالت متغیر ہو جاتی (کہ وہ کھانے کے قابل بھی نہ رہتا) جب یہ معاملہ صحابہ پر شاق گزرا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو اللہ تعالی نے مذکورہ آیت نازل فرما دی، وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ، پس اس کے بعد انہوں نے یتیموں کا کھانا اور پینا اپنے کھانے پینے کے ساتھ ملا لیا۔

5۔ حصولِ علم میں سوال کی اہمیت وحسنِ سوال کی تاکید:

سوال صحت مند انسانی ذہن کی اختراع و تخلیق ہے، متحرک الذہن انسان ہمیشہ کسی نہ کسی حوالے سے جستجو میں رہتا ہے جس کی بدولت اس کے ذہن میں لاتعداد سوالات کا ذخیرہ ہوتا ہے جن کو وہ مختلف مواقع پر استعمال میں لاتا ہے، انسانی ذہن میں سوال کا پیدا ہونا ایک ایسی صفت ہے جو اسے دوسرے حیوانات سے ممتاز کر دیتی ہے، سوال ہی ایک ایسا دروازہ ہے جو "جواب" کی راہیں متعین کرتا ہے، گویا کہ جواب کی ساری منطق و سائنس سوال ہی کی مرہونِ منت ہے۔ انسان فطرتاً ایک جستجو کرنے والا حیوان ہے۔ وہ ہمیشہ نئی چیزیں جاننے اور سمجھنے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ اس جستجو میں سوال ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سوالات پوچھ کر ہی ہم نئی معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے علم و بصیرت کو بڑھا سکتے ہیں۔

حصولِ علم کا اولیں ذریعہ: سوال کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خالقِ کائنات نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"فَاسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"۔15 اگر کسی چیز کے بارے میں تمہیں علم نہیں تو (لاعلم رہنے کی بجائے غیر معلوم چیز) کی بابت اہلِ علم سے پوچھ لیا کرو۔

اور اسی طرح خود نبی کریم ﷺ نے سوال کی بابت فرمایا "فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ"16 کہ جہالت کا علاج (صاحبِ علم سے) سوال کرنے میں ہے۔

صحابی رسول سیدنا عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں: اذا اراد الله بعبده خيرا سدده، وجعل سؤاله عما يعنيه"۔17 جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو سلیم العقل بنانے کے بعد بامقصد سوالات کی توفیق دیتا ہے۔

مذکورہ بالا دو امثلہ کے علاوہ قرآن و حدیث میں متعدد سوالات ملتے ہیں کہ کہیں پر اللہ تعالی نے بندوں سے پوچھے اور کہیں پر اس کے برعکس، اور بعد مقامات پر ایسے سوالات بھی ملتے ہیں جو اللہ تعالی نے انبیاء و رسل علیہم السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی اقوام سے سوال کریں اور بعض مقامات پر اس کے برعکس بھی ہیں کہ اقوام نے اپنے انبیاء سے سوالات کیے۔

اگر اسلاف کے اقوال پر غور کیا جائے تو بہت سے ائمہ نے سوال کی اہمیت پر قلم اٹھایا، جیسا کہ شرح لامیۃ ابن تیمیۃ میں سوال کی اہمیت پر پورا ایک باب موجود ہے اور علامہ زرنوجی18 نے تعلیم المتعلم و طریق التعلم میں سوال کی اہمیت پر اچھا خاصا کلام فرمایا ہے۔

شیخ زہری19 سوال کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں: العلم خزائن، وتفتحها المسائل"۔20 علم ایک خزانہ ہے، اس خزانے کا دروازہ سوالات کی چابیوں سے کھلتا ہے۔

اسی سے ملتا جلتا قول امام باقلی21 کا بھی ہے آپ فرماتے ہیں: "العلم قفل، ومفتاحه المسالة"22 کہ علم ایک تالا ہے، اور مناسب سوال اس تالے کی چابی ہے۔

اسی طرح علامہ ابن قیم23 فرماتے ہیں: وقد جعل الله سبحانه لكل مطلوب مِفْتاحًا يفتح به، فجعل مفتاح الصلاة الطهور، کما قالﷺ مفتاح الصلاة الطهور، ومفتاح الحج الإحرام، ومفتاح البر الصدقة، ومفتاح الجنة التوحيد، ومفتاح العلم حسن السؤال۔24 اللہ تعالیٰ نے ہر مطلوبہ چیز کو کھولنے لیے کوئی آلہ رکھا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، وضو نماز کے لیے، احرام حج کے لیے، صدقہ نیکی کے لیے، توحید جنت کے لیے اور اچھا سوال علم کی کنجی ہے۔

علم اور نئی معلومات کا حصول سوال ہی سے ممکن ہے، جب ہم کسی چیز کے بارے میں سوال پوچھتے ہیں تو ہمیں اس چیز کے بارے میں نئی معلومات ملتی ہیں۔ یہ معلومات کتابوں، مضامین، یا دیگر لوگوں سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ جب ہم کسی چیز کے بارے میں سوال پوچھتے ہیں تو یہ ہمیں اس چیز کے بارے میں اپنے موجودہ علم کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ سوالات پوچھ کر ہم اپنے علم میں موجود خلاؤں اور تضادات کو تلاش کر سکتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ حبر الامۃ سیدنا ابن عباس سے سوال کیا گیا کہ آپ نے یہ علم کیسے حاصل کیا؟ تو آپ نے فرمایا: بلسان سئول وبقلب عقول۔25 میں نے علم حاصل کیا کثرت سے سوال کرنے والی زبان اور سمجھنے والی عقل کے ذریعے۔

حضرت عباس کے اس جواب سے سوال کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اہلِ علم سے کثرت کے ساتھ سوال کیا کرتے تھے اور جواب ملنے پر اسے اچھے طریقے سے سمجھ کر اپنے سینے میں محفوظ کر لیا کرتے تھے۔

اسی نوعیت کا سوال شیخ اصمعی26 سے بھی کیا گیا: بم نلت ما نلت ،قال بكثرة السؤال۔27 آپ کے پاس جو علوم ہیں وہ آپ نے کیسے حاصل کیے؟ تو جواباً آپ نے فرمایا کہ میں نے (یہ جملہ علوم) کثرتِ سوال سے حاصل کیے۔

مذکورہ بالا نصِ قرآنی و نصِ حدیث، آثارِ صحابہ اور اقوال ائمہ سے سوال کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، علاوہ ازیں اسلاف سے ایسے متعدد اقوال مروی ہیں کہ جس سے سوال کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے، اہلِ علم کے ہاں ایک مقولہ معروف ہے: السؤال نصف العلم۔28 سوال کرنا آدھا علم ہے۔ سوال کو نصف علم اس لیے کہا گیا کیوں کہ یہ حصول علم کا ذریعہ ہے۔

تنقیدی سوچ کی مہارت کو فروغ دینا: سوالات سائل کی تنقیدی سوچ میں مہارت کو فروغ دیتے ہیں۔ جب ہم کسی چیز کے بارے میں سوال پوچھتے ہیں تو ہمیں اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے اور اپنے جوابات کی بنیاد پر دلائل دینے کا موقع ملتا ہے، جس سے ہماری

قوتِ فکر کے ساتھ ساتھ ہماری تنقیدی سوچ میں بھی اضافہ ہوتا ہے، سوال کے جواب سے مزید سوالات کی تلاش اور ان پر معقول اعتراضات کی راہ ہموار ہوتی ہے جس سے عقلی و منطقی اعتبار سے انسان مضبوط ہوتا ہے۔

خلاقیت کو فروغ دینا: سوالات کرنے سے ہماری تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ ملتا ہے۔ جب ہم اہلِ علم سے کسی چیز کی بابت سوال کرتے ہیں تو اس سوال پر ملنے والے جواب کو ہم مختلف و متعدد جہات سے سوچتے اور پرکھتے ہیں، مختلف جہات سے سوچنا اور اس کے جواب میں پوشیدہ مزید سوالات پر ادراک تخلیقی صلاحیت میں فروغ کا ایک مؤثر و مجرب ذریعہ ہے۔

6۔ غیر معقول سوالات کی ممانعت:

قرآن و سنت میں متعدد مقامات پر نامناسب و غیر معقول سوال کی ممانعت کے بارے میں احکامات موجود ہیں، سابقہ امم میں یہ بیماری کثرت سے پائی جاتی تھی کہ وہ اپنے انبیاء سے لایعنی سوالات کیا کرتے تھے جن کا مقصد فقط تنقیصِ انبیاء و رسل اور استہزاء کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تھا۔ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ انہوں نے اپنے انبیاء سے برائے استصلاح سوالات کیے ہوں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کا سیدنا موسی علیہ السلام سے سوال کرنا کہ ہم اللہ تعالی کو اعلانیہ دیکھنا چاہتے ہیں، اسی طرح گائے کے ذبیحہ کے حکم کے بعد گائے کے متعلق مسلسل بے مقصد سوالات کرنا وغیرہ۔ غیر معقول سوالات کو ہم مندرجہ ذیل تین اقسام میں تقسیم کرسکتے:

1. لایعنی سولات
2. مفقود اشیاء سے متعلق سوالات
3. کثرتِ سوالات

اللہ تعالی نے امتِ مسلمہ کو اس عمل سے روکنے کے لیے ارشاد فرمایا: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُم۔29 اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں اچھی نہ لگیں۔

لایعنی سوالات کی ممانعت: اور اگر ہم سیرتِ اسلاف کو دیکھیں تو کثرت کے ساتھ ایسے لایعنی سوالات ملتے ہیں جن کا جواب دینا بھی انہوں نے مناسب نہ سمجھا، سیر اعلام النبلاء میں صحابی رسول سیدنا عبد اللہ بن عباس اور حضرت عکرمہ کا واقعہ موجود ہے:

"عن عكرمة أنَّ ابن عباس رضي الله عنهما قال انطلِق فأَفْتِ الناس، وأنا لك عون، فمَن جاء يسألك عمَّا يعنيه فأفتِه، ومَن سألك عمَّا لا يعنيه فلا تُفتِه"۔30

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا آپ جائیں (علم کی مجالس کا اہتمام کریں) اور لوگوں کو ان کے مسائل کی بابت فتاوی دیں، اور میں اس سلسلے میں تمہارا مددگار رہوں گا، پس جو شخص با مقصد سوال کرنے کے لیے آئے اسے (جامع ومانع) جواب دینا اور جو فقط اس لیے آئے کہ بے مقصد سوال کرنا ہے تو اسے سوال کا جواب نہ دینا۔

قاضی عیاض بن موسی31 نے "ترتیب المدارک و تقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب مالک" میں امام مالک کا ایک واقعہ ذکر کیا:

"سأل رجلٌ مالكًا عن مسألة، فلم يجبه، فقال له لِمَ لا تجيبني فقال لو سألتَ عمَّا تنتفع به لأجبتُك"۔32

کسی شخص نے امام مالک علیہ الرحمہ سے سوال کیا تو آپ نے اس کا جواب نہ دیا، اس شخص نے کہا کہ آپ مجھے جواب کیوں نہیں دے رہے، تو آپ نے فرمایا اگر تم مجھ سے کوئی مفید سوال کرتے تو میں جواب دیتا (اس لایعنی سوال کا میں تمہیں کیا جواب دوں)۔

مذکورہ بالا دونوں عبارات میں غیر معقول و نامناسب سوالات سے اجتناب کا حکم دیا گیا، اہلِ علم کے ہاں ایسے سوالات مذموم سمجھے جاتے ہیں، اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ علیہم الرضوان کے عمل کے متعلق فرماتے ہیں:

عن ابن عباس قال ما رأيتُ قوماً كانوا خيراً من أصحاب رسول الله ﷺ ما كانوا يسألون إلا عما ينفعهم۔33

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اصحابِ رسول ﷺ سے بہتر لوگ نہیں دیکھے کہ وہ ہمیشہ اس چیز کے متعلق سوال کیا کرتے تھے جو چیز ان کو (دینی یا دنیوی اعتبار سے) نفع دیتی تھی (اور وہ بے مقصد سوالات نہیں کیا کرتے تھے)۔

مفقود اشیاء سے متعلق سوالات سے اجتناب کا حکم: غیر معقول و نامناسب سوالات کی دوسری قسم ان اشیاء کی بابت سوال ہے جو اپنی تخلیق کے اعتبار سے حسی طور پر موجود ہی نہیں ہوتیں، ان کا تعلق فقط ذہن میں آنے والے خیالات تک محدود ہوتا ہے، اہلِ علم و دانش کے ہاں ایسے سوالات بھی غیر معقول و مذموم سمجھے جاتے ہیں۔ ہم درج ذیل دو امثلہ سے بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"وعن يزيد المنقري قال ،جاء رجلٌ يومًا إلى ابن عمر ،فسأله عن شيء لا أدري ما هو، فقال له ابن عمر لا تسأل عمَّا لم يكن فإنّي سمعتُ عمر بن الخطاب يلعن مَن سأل عمَّا لم يكن"۔34

حضرت یزید منقری35 بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر کے پاس ایک شخص آیا، اس نے ان سے ایسی (غیر موجود) چیز کے متعلق دریافت کیا کہ جس کو میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا ہے، تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اسے سمجھاتے ہوئے فرمایا، کہ تم ایسی چیزوں کی بابت دریافت نہ کیا کرو جو مفقود ہوتی ہیں، کیوں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب کو اس شخص پر لعنت فرماتے ہوئے سنا/ دیکھا کہ جس نے ان سے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو معدوم تھی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی نوعیت کی ایک اور روایت بھی دارمی میں منقول ہے:

"وعن طاوس36 رحمه الله قال ،قال عمر على المنبر ،أحَرِّج بالله على رجلٍ سأل عمَّا لم يكن فإنَّ الله قد بيَّن ما هو كائن"۔37

حضرت طاؤس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر نے بر سر منبر یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس شخص کو عار دلاؤں گا کہ جس نے ایسی چیز سے متعلق سوال کیا جو مفقود ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کو (واضحۃ یا اشارۃ) واضح فرمادیا ہے جو ہونے والی ہے۔

مندرجہ بالا دونوں روایات میں اس بات کی وضاحت ہے کہ مفقود اشیاء کی بابت سوال کرنا کوئی عقل مندی کی علامت نہیں بلکہ سلیم الفطرت انسان ہمیشہ با مقصد گفتگو کرتا ہے، اہل علم سے ایسے سوال کرنا جن میں ذاتی یا اجتماعی طور پر کوئی دینی و دنیوی فائدہ نہ ہونا مناسب و ممنوع ہے۔

کثرتِ سوالات کی ممانعت: غیر معقول و فضول سوالات کی تیسری قسم کثرتِ سوالات ہے، اور کثرتِ سوال سے مراد، صاحبِ علم کی آزمائش کے لیے سوال پر سوال کرتے جانا یا پھر ایسی چیزوں کے متعلق سوال کرتے جانا جن کی ضرورت ہی نہ ہو، جب شارع کسی چیز کے متعلق بات کر دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شارع نے مطلوب و مقصود کو اپنے انہیں الفاظ میں بیان کر دیا ہے جو مذکور ہیں اس پر مزید سوالات کرنا اور جواب ملنے پر جواب پر اعتراض یا سوال کرنا اہل علم کے ہاں مذموم و ممنوع ہے۔

امام بخاری38 نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ کی روایت نقل کی ہے جس میں انہوں نے اللہ تعالی کی تین ناپسندیدہ چیزوں کا ذکر کیا ہے: إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيلَ وَقالَ، وإِضَاعَةَ المَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ39: بلاشبہ اللہ تعالی نے تمہارے لیے تین چیزیں ناپسند / منع فرمائی ہیں، بلاوجہ بحث و مباحثہ، مال کو فضولیات میں ضائع کرنا اور بلاضرورت کثرت سے سوال کرنا۔

بعض شارحین نے اس حدیث میں سوال سے مراد مانگنا لیا ہے، جبکہ بعض کا خیال ہے کہ اس سوال سے مراد دستِ سوال دراز کرنا نہیں بلکہ کسی چیز کی بابت مسئلہ دریافت کرنا ہے، اور ایک ہی چیز یا مختلف اشیاء کے متعلق لایعنی و بے مقصد سوالات کی کثرت سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے، جیسا کہ بنی اسرائیل کے متعلق سورت البقرہ میں جو ذبحِ بقرہ کے متعلق واقعہ مذکور ہے، کہ انہوں نے اپنے نبی حضرت موسی علیہ السلام سے کثرت سے سوال کیے جو کہ عمل نہ کرنے کے بہانے تھے۔40

خلاصہ

یہ تحقیقی مضمون سوال کرنے کی اہمیت پر کبار علماء کی آراء اور اس کے فکری و روحانی ارتقاء میں کلیدی کردار کو اجاگر کرتا ہے۔ کلاسیکی اور جدید علمی کتب کے تجزیے کی بنیاد پر یہ مطالعہ واضح کرتا ہے کہ ممتاز اسلامی مفکرین نے سوال کو علم کے حصول، استدلال کی مضبوطی، اور تنقیدی سوچ کی پرورش کا اہم ذریعہ قرار دیا ہے۔ تحقیق میں نہ صرف سوال کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے بلکہ بامقصد سوال کی حوصلہ افزائی، سوال کے لیے عمدہ اور مہذب الفاظ کے چناؤ، سوال کرنے کے مناسب انداز، اور بے مقصد سوالات سے اجتناب پر زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح، کثرت سوالات کے نقصانات اور اس سے بچاؤ کی حکمت عملیوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مضمون تاریخی اور ثقافتی عوامل کا جائزہ لیتا ہے جنہوں نے اسلامی تہذیب میں سوالات کی اہمیت کو تشکیل دیا، اور موجودہ علمی و دینی مکالمے میں اس کی دیرپا معنویت کو واضح کرتا ہے۔ یہ مطالعہ جدید تعلیمی نظام اور علم پر مبنی معاشروں کے لیے سوال پر مبنی سوچ کو فروغ دینے اور مؤثر بنانے کے لیے قیمتی نکات فراہم کرتا ہے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

1. عمر عید، فوائد السؤال، کتاب **شرح لامیۃ ابن تیمیہ**، ج4، ص9، المکتبۃ الشاملۃ۔

Umar Eid, Benefits of Questions, Book of Sharah Lamiya li Ibn Taimiyyah.

2. ابن منظور، امین محمد عبد الوہاب، **لسان العرب**، مادۃ سأل، ج6، ص431، دار إحیاء التراث العربی، مؤسسۃ التاریخ العربی، بیروت، لبنان۔

Ibn E Manzoor, Ameen Muhammad Abdul Wahhab, Lisan ul Arab.

3. المصدر السابق۔

Previous Refrence.

4. ابو عبد الرحمن خلیل بن احمد فراہیدی البصری، 718ء کو عمان میں پیدا ہوئے جبکہ آپ کی وفات 790ء میں ہوئی۔

Abu Abdul Rahman Bin Ahmad Fraheedi.

5. ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، **جامع بیان العلم وفضلہ**، ج ا، ص380، دار ابن الجوزي، السعودیہ۔

Ibn E Abdul Barr,Abu Umar Yousuf Bin Abdullah,Jami Byan ul Ilami wa Fadhlihi.

6. الاسراء، 85۔

Al-Isra, 85.

7. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ**، کتاب التوحید، باب قولہ تعالی "ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین" ح7018، ج6، ص6713، دار ابن کثیر، دمشق۔

Bukhari,Muhammad Bin Ismaeel,Al-Jamiu Al-Saheehu Al-Musnadu Al-Mukhtasaru.

8. الکہف، 109۔

Al-Kahf, 109.

9. ترمذی، ابو عیسی محمد بن سورہ، **السنن للترمذی**، ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، ح 3140، ج 5، ص304، مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، مصر۔

Tirmazi, Abu Esa Muhammad Bin Saurah, Al-Sunan Tirmazi, Chapter of Tafseer.

10. النساء، 153۔

Al-Nisa,153.

11. علاؤ الدین علی بن محمد الخازن ایک معروف مفسر اور محدث ہیں، آپ 678ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے جبکہ 741ھ کو حلب میں وفات پائی۔

Alaul Deen Ali Bin Muhammad Khazin.

12. الخازن، علاؤ الدین علی بن محمد، **تفسیر الخازن المسمی لباب التاویل فی معانی التنزیل**، ج2 ص187، تحت ھذہ الایۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان۔

Al-Khazin,Alaul Deen Ali Bin Muhammad,Tafseer ul Khazin.

13. البقرۃ، 220۔

Al-Baqarah,220.

14. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، **السنن لابی داؤد**، باب مخالطۃ الیتیم فی الطعام، ح2871، ج3، ص73، دار المطبعۃ الانصاریۃ، بدہلی، الہند۔

Abu Daud,Sulaiman Bin Ash’as, Al- Sunan Abu Daud.

15. النحل:43۔

Al-Nahl,43.

16. ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، **السنن لابی داؤد**، کتاب الطہارۃ، باب فی المجروح یتیمم، ح336، ج1، ص132۔

Abu Daud,Sulaiman Bin Ash'as, Al- Sunan Abu Daud.

17. الشویرخ، فہد بن عبد العزیز عبد اللہ، **من اقوال السلف فی اہمیۃ السؤال وآدابہ**، ص1، آرٹیکل، شبکۃ الالوکۃ۔

Al-Shuwairikh,Fahad Bin Abdul Azeez,Article.

18. برہان الدین علامہ زرنوجی، علامہ مرغینانی صاحب ہدایہ کے تلمیذ خاص ہیں، آپ ایک فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے شاعر بھی تھے، آپ کی وفات 593ھ میں ہوئی۔

Burhan ul Deen Allam Zarnoji Murgheenani.

19. معروف محدث أعلم الحفاظ ابو بکر محمد بن مسلم، الزھری، 50ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور رمضان المبارک 123 یا 124ھ کو وفات پائی۔

Abu Bakar Bin Muhammad Bin Muslim.

20. الشویرخ، فہد بن عبد العزیز عبد اللہ، **من اقوال السلف فی اہمیۃ السؤال وآدابہ**، ص1، آرٹیکل، شبکۃ الالوکۃ۔

Al-Shuwairikh,Fahad Bin Abdul Azeez,Article.

21. ابو بکر محمد بن عطیب الباقلانی ایک معروف فن منطق اور فقہ کے عظیم امام 330ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے جبکہ 403ھ کو وفات ہوئی۔

Abu Bakar Muhammad Bin Ateeb Al-Baqilani.

22. شویرخ، فہد بن عبد العزیز عبد اللہ، **من اقوال السلف فی اہمیۃ السؤال وآدابہ**، ص1۔

Al-Shuwairikh,Fahad Bin Abdul Azeez,Article.

23. صاحب تصانیف، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر اپنے زمانہ کے پائے کے مؤرخ و محدث گزرے ہیں، 691ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے جبکہ آپ کی وفات 748ھ کو ہوئی۔

Shams ul Deen Abu Abdullah Muhammad Bin Abu Bakar.

24. ابن القیم، الجوزی، **حادی الارواح الی بلاد الافراح**، ج1، ص138، دار ابن حزم، بیروت لبنان۔

Ibn ul Qayyam Al-Jauzi,Hadi Al-Arwah,Ila Biladil Afrah.

25. المصدر السابق، ص8۔

Previous Refrence.

26. عربی لغت کے بے نظیر ماہر، معروف ادیب ابو سعید عبد الملک بن قریب اصمعی، 207ھ کو بصرہ میں پیدا ہوئی اور 88 سال کی عمر میں بصرہ عراق میں ہی وفات پائی۔

Abu Saeed Abdul Malik Bin Qareeb Asmai.

27. السؤال، اہمیتہ و فوائدہ، **لایفتک یاطالب العلم**، آرٹیکل۔

Al-Shuwairikh,Fahad Bin Abdul Azeez,Article.

28. شہاب الدین، ابو عبد اللہ بن سلام القضاعی، **مسند الشہاب**، السؤال نصف العلم، ح33، ج1، ص55، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان۔

Shahab ul Deen Abu Abdullah Bin Salam Al-Qadhai.

29. المائدۃ:101۔

Al-Maidah,101.

30. الذہبی، شمس الدین، محمد بن عثمان، **سیر اعلام النبلاء**، ج5 ص337، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت لبنان۔

Al-Zahabi,Muhammad Bin Usman,Siyar A’alam ul Nubala.

31. ابو الفضل عیاض بن موسیٰ ایک فقیہ، محدث، صاحبِ تصانیف عالم اور قاضی ہیں، آپ کی ولادت 476ھ جبکہ آپ کی وفات 544ھ میں ہوئی آپ مراکش میں باب الایلان کے قریب مدفون ہیں۔

Abul Fazal Ayyaz Bin Musa.

32. القاضی، عیاض بن موسیٰ المالکی، **ترتیب المدارک**، ج1 ص164، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان۔

Qazi Ayyaz Bin Musa Al-Maliki.

33. **من اقوال السلف فی اہمیۃ السؤال وادابہ**، آرٹیکل۔

Al-Shuwairikh,Fahad Bin Abdul Azeez,Article

34. **من اقوال السلف فی اہمیۃ السؤال وادابہ**۔

Al-Shuwairikh,Fahad Bin Abdul Azeez,Article

35. يزيد بن مُسلم الْمُنْقري من أهل الْبَصْرَة يروي عَن بْن عمر روى عَنهُ ابْنه حَمَّاد۔الموسوعة رواة الحديث،نمبر:99517

Yazeed Bin Musa Al-Munqari.

36. علامہ نووی کی تحقیق کے مطابق طاؤس بن کیسان ایک غلام تھے جبکہ آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے صاحبِ علم وفضل اور انتہائی متقی انسان تھے، 106ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

Taus Bin Kaisan.

37. **من اقوال السلف فی اہمیۃ السؤال وادابہ**، آرٹیکل۔

Al-Shuwairikh,Fahad Bin Abdul Azeez,Article

38. شیخ الحدیث عظیم محدث ومحقق ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، آپ کا شمار صفِ اول کے محدثین میں ہوتا ہے، 194ھ کو آپ بخارا میں پیدا ہوئے جبکہ آپ کی وفات 256ھ میں ہوئی۔

Shaikh Abu Abdullah Muhammad Bin Ismaeel Bukhari.

39. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ**، کتاب الزکوۃ، باب قول اللہ تعالیٰ لا یسئلون الناس الحافا، ج2، ص492۔

Bukhari,Muhammad Bin Ismaeel,Al-Jamiu Al-Saheehu Al-Musnadu Al-Mukhtasaru.

40. ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، **شرح بخاری**، کتاب الرقاق، باب مایکرہ من قیل وقال، ج11، ص312، دار الحدیث القاہرہ۔

Ibn E Hajar Ahmad Bin Asqalani,Sharah Bukhari,Book of Riqaq